اداریہ

فریبِ دُوریِ منزل، کہیں منزل نہ بن جائے

(۱)

تحقیق ایک ایسا منظم اور معروضی عمل ہے جو ارتقائے انسانی کی سمت و رفتار پر مسلسل نگاہ رکھتا ہے۔ اس کا وظیفہ محض ماضی کے اندھیروں میں گُم شبیہوں کو اُجالنے اور گرد سے اَٹے ہوئے منظروں کو صاف کرنے تک محدود نہیں۔ اگرچہ یہ بازآفرینی بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں اور اس عمل میں دیدہ ریزی، دل سوزی اور جہدِ مسلسل کی متاعِ بیش قیمت خرچ کرنا پڑتی ہے لیکن تحقیق اس سرمایۂ انیقہ کو کھوجنے اور بازیافت کرنے کے بعد اُس کے رنگ و روغن کو حال کی تعمیر اور فردا کے خوش رنگ خواب کی تشکیل میں صرف کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن اقوام و ملل نے تحقیق کے اس سہ ابعادی وظیفے کی قدر و وقعت کو سمجھا اور اُس پر پوری طرح سے عمل پیرا ہوئیں، زمامِ اقتدار اُن کے ہاتھ رہی، سربلندی اور سرفرازی ان کا نصیبہ ٹھہری۔ اس کے برعکس جن اقوام نے اس ''جوہرِ ادراک'' کی بقا اور حفاظت سے پہلو تہی کی، اُن کا ''نشترِ تحقیق'' کند ہو کر رہ گیا اور اقوامِ عالم کی محفل میں ذلت و نکبت اُن کا مقدر ٹھہری۔ ہبوطِ آدم سے آغاز ہونے والا ارتقائے انسانی کا سفر مریخ اور مشتری کی تسخیر تک آپہنچا ہے۔ اس سارے سفر میں عزم و ہمت، تلاش و جستجو اور نادیدہ دُنیاؤں کو کھوجنے کی لگن بنیادی توانائی کی حیثیت سے شریکِ سفر ہی نہیں رہنمائے سفر بھی رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسانی سماج کے شرف اور وقار کا انحصار تحقیق و جستجو کا منت گزار ہے۔ ادب چوں کہ سماج کا آئینہ بردار اور اُس کے ماضی و حال اور آئندہ کا محافظ اور نقیب ہوتا ہے ،اس لیے دوسرے شعبوں سے کہیں آگے بڑھ کر اسے سماج کی تعمیر و تشکیل کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے۔ ادب کو اس فریضے کی مؤثر ادائی کے لیے اپنے ورثے اور سمت و رفتار پر ہر لحظہ نگاہ رکھنی پڑتی ہے۔ یہی ادبی تحقیق کا جواز ہے۔

جامعات کسی بھی ملک میں علمی و ادبی تحقیق کے اہم اور فعال ترین مراکز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انھی تحقیقی مراکز کے مختلف شعبوں میں ہونے والی تحقیق سماج کو درپیش مسائل کا حل فراہم کر کے اُسے نئے عہد سے ہم کلام ہونے کی قوت عطا کرتی ہے۔ افسوس! کہ پاکستان میں تحقیق کے یہ مراکز بڑی حد تک اپنے اس بنیادی فریضے کی انجام دہی میں غفلت اور تساہل کیشی کا شکار ہیں۔ پاکستان میں موجود جامعات کی تعداد تو شاید ترقی یافتہ ممالک سے بھی زیادہ ہو مگر ان کی مجموعی تحقیقی فضا کو کسی طرح سازگار قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہاں تواتر و تسلسل سے ہونے والی

تحقیقی سر گرمیاں نتیجہ خیزی کے روغن سے محروم ہیں۔اس تحقیقی کساد بازاری کا ذمہ دار کسی ایک فرد یا طبقے کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ریسرچ اسکالر، اساتذہ، یونیورسٹی، ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور حکومت سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ ہماری جامعات میں ہونے والی تحقیق محض ڈگریوں، مرتبوں اور عہدوں کے حصول کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہے اور اپنے حقیقی وظیفے سے یکسر غافل ہو چکی ہے۔ ہر سال ایم فل اور پی ایچ ڈی کے ہزاروں ریسرچ اسکالر ڈگریاں حاصل کرتے ہیں مگر ان کی تحقیقی کار گزاری لائبریریوں اور کتب خانوں کی گراں باری میں اضافہ کرنے کے علاوہ اور کسی کام نہیں آتی۔ اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو گا کہ تحقیق پر اس وقت پیغمبری وقت آیا ہوا ہے۔اس صورتِ حال میں کفِ افسوس ملنے، ایک دوسرے کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانے، اداروں کو مطعون کرنے اور لایعنی بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے ہر ایک کو اپنا فعال اور مؤثر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ محنت، لگن، دیدہ ریزی اور دل سوزی کے ساتھ اس شعبے کو سیراب کرنے کی فوری ضرورت ہے تاکہ اس کی ثروت مندی اور ثمر باری سماج کے چہرے کو روشن اور تابناک بنا سکے۔

(۲)

جامعات کے جن شعبوں میں تواتر و تسلسل کے ساتھ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کی تعلیم فراہم کی جارہی ہے وہاں تازہ کار محققین اور نئے ریسرچ اسکالروں کی تربیت کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے۔ سیمی ناروں ، کانفرنسوں، تحقیقی مجلوں اور تربیتی کورسوں کے انعقاد کی مسلسل اور مخلصانہ کوششیں اس ضمن میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ حکومت کی سرپرستی اور ایچ ای سی کی رہنمائی میں جامعات کو اس نوع کی معیاری سرگرمیوں کا انعقاد کرتے رہنا چاہیے کیوں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بلاشبہ یہی سرگرمیاں تحقیق کی منجمد فضا کو تحرک آشنا کرنے کا ذریعہ ٹھہریں گی مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان سرگرمیوں کے مقاصد اور نصب العین واضح ہو ورنہ محض وقت اور سرمائے کا ضیاع ہو گا۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں ایم فل کی تدریس کا آغاز یہاں سے ہوا۔ جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق ممتاز اساتذہ اور ماہرین کی نگرانی میں مختلف شعبوں کا نصابِ تحقیق مرتب ہوا، جس نے نہ صرف اس جامعہ سے وابستہ تحقیق کاروں کی رہنمائی اور سمت نمائی کا فریضہ انجام دیا بلکہ دوسری جامعات کے اساتذہ اور ریسرچ اسکالر نے بھی اس سرمایۂ تحقیق سے اکتسابِ فیض کیا۔ جامعہ کو تحقیقی مجلات کی ضرورت کا احساس قدرے دیر سے ہوا تاہم اب یونیورسٹی کے متعدد شعبوں سے تسلسل کے ساتھ تحقیقی جرائد شائع ہو رہے ہیں، جنھیں ایچ ای سی نے اپنے منظور شدہ تحقیقی جرائد میں شامل کر لیا ہے۔ شعبہ اُردو نے بھی کئی سال پہلے

"تعبیر" کے نام سے ایک تحقیقی مجلے کا ڈول ڈالا تھا۔" تعبیر" کے چار شمارے منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئے، جو اپنے مندرجات کی ہمہ رنگی اور اپنے تحقیقی معیار کے باعث ادبی تحقیق کی محدود سی دُنیا میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گئے تاہم بہ وجوہ اس مفید اور معیاری سلسلے کو جاری نہیں رکھا جا سکا۔ ریسرچ اسکالر کی تحقیقی صلاحیتوں کو مہمیز کرنے اور اُن کی تحقیقی کارگزاری کو سامنے لانے کے لیے ایک نئے جوش و جذبے کے ساتھ "تعبیرِ نو" کا اجرا کیا جا رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ رئیسِ جامعہ پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود کی سرپرستی اور رئیسِ کلیۂ سماجی علوم پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر کی رہنمائی میں یہ مجلّہ بہت جلد اپنے مندرجات کی شعلگی سے ادبی تحقیق کی ٹھٹھری فضا کو حدت آشنا کرنے میں کامیاب ہو گا۔ ان شاءاللہ

تحقیق کے اساتذہ، طلبہ اور ریسرچ اسکالر سے استدعا ہے کہ وہ مجلے کی بہتری کے لیے ہمیں اپنی تجاویز سے نوازیں اور علمی و قلمی تعاون کے ذریعے ہمارا ساتھ دیں۔

ارشد محمود ناشاد

(مدیر)